جن کی ایک دوسری کتاب "مقامات حریری" عربی ادب میں شہرۂ آفاق ہے۔ مقامات کی یہ کتاب، مقامات ہمذانی، مقامات زمخشری، مقامات ابوعبود، مقامات سیوطی اور مقامات یازجی پر اپنی مقبولیت میں اس طرح سبقت لے گئی ہے کہ آج دنیا بھر کے مدارس میں یہ شامل نصاب ہے اور ادب عربی سے دلچسپی رکھنے والا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اس کے نئے نئے ایڈیشن نہ شائع ہوئے ہوں لیکن یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ علامہ حریری کی دوسری کتاب "درۃ الغواص" ان کے "مقامات" کی طرح عام نہ ہو سکی حالانکہ موضوع کے لحاظ سے یہ کتاب بھی اتنی ہی اہم تھی جتنی کے "مقامات" یہ پہلی بار قسطنطنیہ میں چھپی اور پھر ۱۲۷۳ھ میں مصر سے بھی شائع ہوئی۔

کتاب درۃ الغواص فی اوہام الخواص کے موضوع کی اہمیت تو اس کے نام سے عیاں ہے۔ اس بارے میں مصنف علام کتاب کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

میں نے بہت سی عالی مرتبت ہستیوں اور ادیبوں کے کلام میں عامیانہ لغزشیں دیکھیں ہیں۔ ان حضرات کے قلم سے ایسی ایسی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو ان کے دامن عزت پر بدنما داغ ہیں لہذا ان کی حفظ شان اور بقائے نیک نامی کی خاطر میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ جو شتبہ باتیں ان کے کلام میں نظر آتی ہوں ان کو واضح کر کے ازالۂ شکوک کردوں۔ تاکہ صاف گو اور خیر خواہ حضرات میں میرا بھی شمار ہو جائے اسی مقصد کے تحت میں نے اس کتاب کو بطور یادگار تبصرے کے لئے تالیف کیا ہے" الخ

عربی ادب میں اس موضوع کی جو اہمیت ہے وہ تو ظاہر ہے۔ باقی رہی کتاب کی جامعیت تو اس موضوع پر جب حریری جیسا امام ادب ولغت قلم اٹھائے، تو اس کی جامعیت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ جہاں تک اس کے اسلوب تحریر کا تعلق ہے تو اس کی ندرت کے لئے علامہ حریری کا نام کافی ہے۔ اس میدان میں ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

درۃ الغواص جیسی کتابیں عربی زبان کے لئے خاص ہیں کیونکہ عربی زبان میں جو لغوی باریکیاں اور خصوصیات ہیں وہ دنیا کی کسی دوسری زبان میں نہیں اس زبان کا یہ عالم ہے کہ صرف شیر کے اسی اور تلوار کے ایک ہزار نام ہیں اسی طرح عربی لغت کی وضع اور

اور تاسیس میں بھی ضوابط کلیہ کی خاص طور پر رعایت کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ الفاظ کے صحت تلفظ کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ کتاب ایسی تمام اغلاط کی تصحیح کر دیتی ہے جو زبان وادب میں بڑے بڑے فضلا سے بھی بے توجہی کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں۔

ہمارے محترم اور بزرگ دوست پروفیسر وائی ایس طاہر علی صاحب صد مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس نایاب زمانہ کتاب کا اردو ترجمہ کر کے اس کی افادیت کو اردو داں طبقہ کے لئے عام کر دیا ہے۔ پروفیسر صاحب کی عربی دانی اور تعلیمی قابلیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ سالہا سال جوناگڈھ کالج میں عربی اور فارسی ادبیات کے پروفیسر رہ چکے ہیں عمر اور تجربہ کے لحاظ سے آپ "دادا استاد" کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ آپ کے تلامذہ میں اس وقت بڑے بڑے فضلاء شامل ہیں جو مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عربی زبان وادب کی تدریس کے اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ پروفیسر موصوف نے زیر نظر کتاب کے ترجمے میں محاورہ کے ساتھ لفظی رعایت کو بھی ملحوظ رکھا ہے تاکہ اس کی ادبی افادیت میں کوئی خلل واقع نہ ہو، نیز آپ نے عبارت کی سلاست اور روانی کا خیال رکھا ہے تاکہ کم استعداد رکھنے والے طلبہ بھی اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کر سکیں۔

یہ کتاب نہ صرف کالج اور یونیورسٹی کے عربی طلبہ کے لئے مفید ثابت ہوگی بلکہ درس نظامی کے عربی مدارس اور درسگاہوں کے تلامذہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

پروفیسر طاہر علی صاحب نے درۃ الغواص کا ترجمہ کر کے نہ صرف عربی ادب کی ایک اہم اور مفید کتاب سے اردو جاننے والوں کو متعارف کرایا ہے۔ بلکہ اس کتاب کے ذریعہ اردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

(غ۔ م)

افکار و آراء

کیا مخدوم بلال شہید ہوئے تھے؟

رسالہ "الرحیم" اشاعت اگست ۱۹۶۴ء میں ایک مقالہ نگار نے "سندھ کے سہروردی مشائخ" کے زیر عنوان، ایک عجیب حقیقت کا انکشاف کیا ہے جو تاریخ کے حقائق اور روایات سے بالکل متضاد نظر آیا۔ یہ روایت یوں بیان کی گئی ہے۔

"سنہ ۹۲۶ھ میں شاہ بیگ ارغون نے سندھ پر حملہ کیا۔ ٹھٹہ فتح کرنے کے بعد وہ سیون میں آگیا۔ اس موقعہ پر مخدوم بلال نے سندھ کے سرداروں کو شاہ بیگ کے خلاف ابھارا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تلٹی کے میدان میں ایک زبردست لڑائی ہوئی جس میں بہت سے سندھی سردار مارے گئے اور شاہ بیگ کی فتح ہوئی اس کے بعد شاہ بیگ نے مخدوم صاحب کو سال ۹۲۷ھ میں شہید کرایا۔"

مندرجہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا شاہ بیگ ارغون نے اپنے ہاتھ مخدوم صاحب کے خون ناحق سے رنگے تھے۔ ایسی اہم حقیقت کے لئے یہ ضروری تھا کہ کسی کتاب کا اگرچہ وہ تذکرہ ہی ہو، حوالہ دے دیا ہوتا، تاکہ پڑھنے والے کی تسکین ہو جاتی۔ چونکہ کسی راوی کی شہادت پیش نہیں کی گئی ہے، اس لئے ایک افواہی روایت پر اعتبار کرنا اصل حقیقت کے منافی ہوگا۔ یہاں ہم اس حقیقت کو تاریخ کی روشنی میں لے آتے ہیں، تاکہ تاریخی حقائق کی چھان بین ہو سکے۔

مخدوم بلال یا مخدوم بلاول کا ذکر سندھ کی مختلف تاریخوں اور تذکروں میں ہر جگہ موجود ہے اور ان کے روحانی کمال کا ذکر ہر مورخ نے اپنی تصنیف میں تفصیل سے کیا ہے